

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایمل نمبر ۲۶۵

مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ و دارہ عالیہ محمدیہ کا ترجمان

ماہنامہ

شمس الاسلام

جلد ۱۵ بھیرہ پنجاب، رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۲ء نمبر ۹

اللہ کے دین کی مذکور

۱۹۴۲ء میں حزب الانصار کا وجود عمل میں آیا پندرہ سال کے قلیل عرصہ میں اسکی اسلامی خدا کا اظہار میں

ہے جس نے جماعتی تنظیم کے ذریعہ قادیانیت کا ہر جگہ منظم مقابلہ کیا اور دوسری جماعتوں کو بھی اس عظیم فتنہ کے سہیصال کی ترغیب دلائی قادیانیوں سے سترہ کامیاب مناظرے ہوئے اور ان مناظروں کے بعد قادیانیوں نے مناظرہ دل کیلئے دعوت دینے کا رویہ ترک کر دیا حزب الانصار کے مبلغین نے پندرہ سال کے عرصہ میں دو لاکھ میل کا سفر کیا ریوے موٹر ٹانگہ کے علاوہ ہزار میل پیدل سفر و شوالہذا علاقوں میں طے کیا۔ پنجاب کے اضلاع میں دیہاتی آبادی کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کیلئے کئی سولہ سینی جلسے منعقد کئے علوم اسلامیہ کے لئے بھیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ کا اجرا ہوا جس میں سے اب تک پندرہ طالب علم فیضیاب ہو چکے ہیں پنجاب کے کئی مقامات پر حزب الانصار کے نظام کے ماتحت مدارس قائم ہوئے فیض و بہت کیخلاف ہر جگہ محاذ قائم کیا گیا لاتعداد رسائل رخص و بدعت کی تردید میں شائع کئے گئے فتنہ خاں سارین کے مقابلہ کیلئے مسلم نوجوانوں کی عسکری تنظیم کا کام تمام شمالی ہندوستان اور بنگال میں شروع کیا گیا۔ اور فوج محمدی کی تنظیم کے سلسلہ میں امیر حزب الانصار نے تمام ملک کا کامیاب دورہ کیا۔ مدح صحابہ کی تحریک میں فوج محمدی کے مسیوں رضا کار اسیر ہوئے جدیدہ شمس الاسلام اسی جماعت کا ترجمان ہے غریب مگر مخلص خدام اسلام کی یہ جماعت تمام باطل گروہوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کا دائرہ عمل وسیع ہوا اور ہر شہر میں اس کی شاخیں قائم ہوں جو لوگ اس کا خیر میں حصہ لینا چاہیں صدر دفتر حزب الانصار بھیرہ کو مطلع کریں میرونی شروت صحاب کا فرض ہے کہ حزب الانصار کی مالی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں نیز جدیدہ شمس الاسلام کی وسیع اشاعت میں حصہ لینا ہر لکھے پڑھے سنی پر لازم ہے۔ (میل بھیرہ)

سرخ نیل کا نشان

یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ نیل کا نشان لگایا گیا ہے جنکے چندہ کی مینا و اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو چکی ہے ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ نئی آرڈر جلد روانہ فرمائیں اگر خدا خواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی فرصت میں مطلع کریں خاموشی کی صورت میں آئندہ کا پرچہ بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ (غلام حسین میخبر)

جامعہ ملیہ کی اسلام نوازی

(مدیں)

جامعہ ملیہ م کے ترجمان ہمدرد جامعہ بابت فروری ۱۹۱۲ء کے صفحہ ۳ پر مسلمانوں میں لاندہبی کا سبب علمائے کرام کی غفلت قرار دیا گیا ہے۔ صفحہ ۷ پر نائب صدر بنام ادب مدرسہ نوازی کے خطبہ صدارت کا ایک حصہ درج ہے۔ جس کا مندرجہ ذیل فقرہ قابل غور ہے۔
 ”جامعہ ایسے مسلمان پیدا کرے جو اپنے مذہب کے صرف واقف ہی نہیں بلکہ اس پر سختی سے عامل بھی ہوں۔“
 اب قارئین جامعہ کے احوال میں پرورش پانے والے بچوں کی اسلامیت کا اندازہ اس تجویز سے لگا سکتے ہیں جو جریدہ ہمدرد جامعہ کی اسی اشاعت کے صفحہ ۱۳ پر درج ہے۔ لکھتے ہیں :-

”کوئی شخص اگر بچہ کو جامعہ میں داخل کرنا چاہتا ہے اور اس کی یہ خواہش ہے کہ وہ بی۔ آئے تک وہاں ہی تعلیم حاصل کرے اور دارالاقامہ میں رہے تو اسے بچہ کے داخلہ کے وقت پانچ ہزار روپے جامعہ میں جمع کر دینے چاہئیں جامعہ اس روپے کو صنعت و حرفت کے شعبوں میں لگائے گی۔۔۔۔۔ اس آمدنی میں سے جو اس سرمایہ سے ہوگی جامعہ ہر ہینہ چھ فی صدی سالانہ کے حساب سے (مبلغ پانچ ہزار روپیہ) پچیس روپیہ کے حساب میں (سود) جمع کر دے گی جس سے اسکے مصارف تعلیم پورے ہوتے رہیں گے اور اس کی اصلی رقم بالکل محفوظ رہے گی جب وہ تعلیم سے فارغ ہو جائے۔۔۔۔۔ تو وہ رقم اسے واپس دیدی جائے گی۔“

کیا یہی وہ درس گاہ ہے جس سے بچے اسلام پر سختی سے عامل ہو کر نکلیں گے جنہیں علی طور پر سود خوار بنایا جائیگا۔ سود کی رقم سے اگلے مصارف پورے ہونگے اور جامعہ ملیہ ان کے روپیہ سے کاروبار کر کے سود ادا کیا کرے گی اور جامعہ ملیہ کا مقصد صرف یہ ہوگا کہ مسلمان بچے اسلام پر سختی سے عامل ہوں۔ ہر مسلمان کو جامعہ کی اس دورانی پالیسی سے حیرت ہے۔ علمائے کرام پر غفلت کا الزام عائد کرنے والے کیا اپنے اعمال کا بھی قرآنی احکام کی روشنی میں محاسبہ کریں گے؟

ترسم نہ رہی بکعبہ اے اعدائی
 این را کہ تو میری بزرگداشت

اگر تعلیم و ترقی کی قیمت مذہبی جذبہ قرار دیا جائے۔ تو ایسی تعلیم و ترقی۔ جہالت ہی بہتر ہے۔ غریب مسلمان مذہب سے تو آشنا رہے گا۔ ہم سرکاری مدارس سے نالاں تھے مگر مسلمانوں کی سب سے بڑی آزاد درس گاہ کی مذہب سے برگانگی و آزادی نہایت رنج و الم کا باعث ہے۔ جس درس گاہ کا سنگ بنیاد شیخ الہند نے رکھا تھا۔ آج اس میں اسلم چھپنے کی بجائے بد مذہب اور ذاکر حسین جیسے آزاد مشرب انسان اس میں سے اسلامی سپرٹ کو دُور کرنے میں مصروف ہیں

زکوٰۃ کے بہترین مصرف کیے

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کو ضروری یاد رکھیں۔ (پنجر)

کرنے لگا جس سے علمائے دین اور علوم دینیہ کی توہین و تنقیص ہوتی تھی۔ اس کے رعب و ہیبت اور تقرب سلطانی کی وجہ سے علمائے حاضرین مجبوراً خاموش ہی تھے۔ اور کسی کی ہمت نہ ہو سکی کہ اس کی چلتی ہوئی تقریر کو روک سکے۔ مگر حضرت مجدد الف ثانیؒ ایسے لوگوں سے مرعوب ہونے والے کب تھے۔ غیرت دینی سے بے تاب ہو کر فرمانے لگے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ المنقذ من الضلال میں فرمایا ہے کہ جن علوم کے متعلق فلاسفہ کا دعویٰ ہے اُن میں سے جو کام آنے والے اور مفید علوم ہیں مثلاً الہیات و حکمت و نجوم، سہیث و طب وغیرہ یہ درحقیقت انبیاء کرام کے علوم تھے جن کو انہوں نے چُرایا اور اب اپنی طرف اس کو منسوب کر رہے ہیں۔ اور جس تدران کی طبع زاد چیزیں ہیں وہ سب فضول اور بے کار محض ہیں اُن کا کوئی فائدہ نہیں۔ ابوالفضل کا رنگ متغیر ہوا اور کہنے لگا۔ امام غزالیؒ نے یہ غلط کہا ہے۔ اس لفظ کے سنتے ہی حضرت مجددؒ بھی متغیر ہوئے اور فرمایا کہ اگر اہل علم کی صحبت کا کچھ ذوق رکھتے ہو تو ان فضول باتوں کو چھوڑ دو اپنی زبان کو ذرا ادب سے اور قاب میں رکھو۔ یہ فرما کر مجلس سے احتجاجاً اٹھ کر تشریف لے گئے۔ اور پھر ایسے گستاخوں کی مجلس میں تشریف نہیں لاتے تھے بلکہ علاوہ انہیں ابوالفضل سے بعض اور مسائل میں بھی مباحثے ہوتے رہے اور اس کے لمحہ نہ بیانات کو آپ دلائل سے توڑتے رہے۔

فیضی کی تفسیر بے نقط کی تصنیف ان دنوں

میں فیضی کو یہ خبرط سہایا کہ قرآن مجید کی بے نقط تفسیر لکھ کر اپنے کمالِ فن کا ثبوت دے اور اس طرح علمائے زمانہ کو

سے پہلے پہلے طے کرنے کے بعد والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر تدریس میں مشغول ہوئے۔ اور ان ایام میں چند فارسی عربی رسالے تصنیف فرمائے جو نہایت بہترین اور علمی جواہرات سے پُر ہیں ان میں سے ایک رسالہ روشنیہ بھی ہے۔

سفر آگرہ { اس زمانہ میں آگرہ (اکبر آباد) سرزمین ہندوستان کا دارالسلطنت تھا بادشاہ وقت اکبر وہاں رہتا اس لئے مختلف علوم و فنون کے علماء و فضلاء کا وہاں خوب اجتماع ہوتا۔ اور ابوالفضل و فیضی نے علوم ظاہری میں کمال، شاہی تقرب اور چالاکوں کی وجہ سے علماء حق کو مرعوب کر رکھا تھا۔ اور اس علمی تفوق کے بل بوتے پر وہ اکبری الحاد اور دہریت کے لئے زمین ہموار کر رہے تھے اکبر آباد میں علمائے زمانہ کی کثرت و اجتماع کا حال معلوم کر اس عالم جوانی میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کو وہاں کی سیر کرنے کا شوق پیدا ہوا اور وہاں ایسے وقت میں تشریف لے گئے کہ بادشاہ وقت بھی موجود تھا اور علمائے عصر کا اجتماع بھی تھا۔ جب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے۔ تو اس چشمہ فیض سے سیراب ہونے کے لئے تمام تشنگانِ علوم ہر طرف سے ٹوٹ پڑے آپ کے تجر و کمال علمی کو دیکھ کر بڑے بڑے علماء حیران و ششدر رہ گئے۔ علماء و فضلاء گروہ در گروہ آپ کے اس درس میں حاضر ہوئے اور آپ سے حدیث و تفسیر کی سند لیا کرتے اور وہاں ہی شیخ سلیم چشتیؒ کے ایک خلیفہ نے آپ کو دیکھ کر آپ کے علم و فضل اور کمال ظاہری و باطنی کی گراہی دی۔

ابوالفضل سے مباحثہ { ان مجالس میں ابوالفضل و فیضی کے ساتھ بھی

مل کر بیٹھے کا موقع ملتا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ابوالفضل فلاسفہ کی مدح سرائی کرنے لگا۔ اور علوم فلاسفہ کی تعریف و توصیف میں مبالغہ سے کام لیتے ہوئے کچھ اس لب و لہجہ میں تقریر

اپنے کمال و لیاقت سے مرعوب کرے۔ چنانچہ وہ بے نقط تفسیر لکھ رہا تھا۔ ایک مقام میں آکر ایسا پھنس گیا کہ کافی دماغ سوزی کے بعد بھی قادر نہ ہو سکا کہ کچھ لکھ سکے۔ اتنے میں حضرت مجددؒ تشریف فرما ہوئے۔ اس نے بہ الحاح عرض کیا کہ اس مقام کی تفسیر بے نقط الفاظ میں کر دینے سے تو ہم عاجز آگئے ہیں۔ آپ ہماری اعانت فرمائیں فیضی والہ الفضل کی مشہور عالم چالاکوں کی بنا پر بہت ممکن ہے کہ وہ اس کام کو صرف اپنا امتیاز اور نہایت مشکل سمجھ کر حضرت مجددؒ کا امتحان لینا چاہتا ہوگا۔ یہ کوئی خاص کمال اور علمی تفوق کا حقیقتہً موجب نہیں لیکن فیضی صرف اسی چیز کے بل بوتے پر ناز کرتا اور علماء کو مرعوب کرتا۔ اس لئے اس کے غور و ناز اور کبر و پندار کو توڑنے کے لئے آپ نے قلم ہاتھ میں لیا اور اسی مجلس میں اسی التزام کے ساتھ بے نقط عبارت میں اس مقام کی ایسی تہرین تفسیر کی جو اس لفظی صفت و التزام کے ساتھ ساتھ معنوی طور سے بھی بلاغت و فصاحت کی شاہ کار تھی۔ لفظ ہر و باطن دونوں حیثیتوں سے مکمل و ممتاز تفسیر کو اس طرح قلم برداشتہ دیکھ کر خود فیضی بھی حیران و ششدر رہ گیا۔ اور اس کو اپنے علم و فضل کی حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اور اس کی علمی مغلوبیت اور فنی وقار کے زوال نے الحاد کی اشاعت کی رفتار کو بھی سست کر دیا۔ اور جس حربہ سے وہ خود کشی کیا کرتا تھا اس میں حضرت مجددؒ نے دندانے ڈال کر اس کی دھار کو بے کار کر دیا۔

خواجہ باقی باللہؒ کی صحبت و محبت کچھ عرصہ

تک اکبر آباد میں رہ کر اور اپنے فضل و کمال سے علمائے دہر کو متحیر رکھ کر پھر آپ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحدؒ کی خدمت میں واپس سرسند تشریف لے آئے۔ اور والد ماجد

کی صحبت میں رہ کر اور ان سے اخذ فوائد باطنیہ کر کے سلسلہ چشتیہ کی اجازت حاصل کی۔ آپ کو روضہ مطہرہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور رجب بیت اللہ کا انتہائی شوق تھا۔ لیکن والد بزرگوار کی کبر سخی کی وجہ سے ان سے مفارقت گوارا نہ کر سکتے تھے۔ آخر بہ تقدیر الہی عشرہ میں حضرت والد ماجد نے انتقال فرمایا۔ اور آپ عشرہ میں حج بیت اللہ کے قصد سے یثرب و یطحا کی طرف سے متوجہ سفر ہوئے۔ جب دہلی پہنچے تو مولانا حسن کشمیری نے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کی تعریف و توصیف کی اور ان سے ملاقات کی ترغیب دلائی۔ حضرت خواجہؒ سے ملاقات ہوئی اور اپنا عزم ظاہر کیا۔ حضرت خواجہؒ نے کچھ دن ٹھہرنے کا حکم فرمایا آپ ٹھہر گئے۔ دوسرے دن کے بعد آثار شریع ہو گئے اور پھر حضرت خواجہؒ نے فی الفور داخل طریقہ نقشبندیہ کیا اور صرف دو ماہ کے قلیل عرصہ میں تمام نسبت نقشبندیہ حضرت کو حاصل ہو گئی غرض حضرت خواجہؒ نے آپ کو دولت کمال و تکمیل کے حصول کی بشارت عطا فرما کر سرسند کو رخصت کیا۔ کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد پھر خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہؒ نے اس دفعہ مزید توجہ فرمائی اپنے ہاں کے مسترشین کے ارشاد و افادہ کا کام آپ کے خالہ کیا اور خلعت خلافت عطا فرما کر سرسند رخصت کیا۔ آپ سرسند تشریف لا کر تربیت و تہذیب میں مشغول ہو گئے۔ اسی اثناء میں حضرت خواجہؒ کا پھر خط آیا اس کو پڑھتے ہی دہلی روانہ ہو گئے۔ حضرت خواجہؒ نے کابلی دروازہ تک پایادہ مع خدام آپ کا استقبال کیا۔ اور اپنے تمام اصحاب کو تاکید کی کہ ان کے ہوتے ہوئے سب لوگ ان کی طرف متوجہ رہ کر ہیں بعض نے جو تامل کیا تو فرمایا ”میاں شیخ احمد آفتاب ہیں کہ ہم جیسے سارے ان کی روشنی میں گم ہیں“ حضرت خواجہؒ خطوط میں انتہائی نیاز مندی کا اظہار فرماتے اور آپ کے متعلق نہایت شاندار الفاظ استعمال فرمایا کرتے تھے ایک روز فرمایا کہ ”ان کے مانند آج زیر فلک کوئی نہیں“ ایک

خود ”مجدد“ کی شان اتنی بڑی ہوتی ہے جو دین کے مٹے ہوئے آثار و رسوم کو از سر نو تازہ اور روشن کر کے باغ اسلام کو پربہار کر دیتا ہے اور پھر وہ شخص جس نے ہزار برس کے بدعات و رسومات اور دینی اور مذہبی، سیاسی خرابیوں کی مکمل اصلاح کی ہو اس کے کارناموں کی شرح و بسط کے لئے یقیناً ایک وسیع میدان درکار ہے۔ حضرت مجددِ درجہ حال و قال دونوں کے جامع ہیں اور جامعیت کے ساتھ ساتھ حال میں بھی ان کا کمال کچھ اس درجہ پر ہے کہ بقول حضرت خواجہ باقی باللہ امت محمدی میں سے شاید چند اخص خواص کو حاصل ہو۔ اور قال یعنی علوم و دینیہ ظاہریہ میں بھی آپ کا بھرپوریت اس درجہ پر ہے کہ تمام مسائل کلامیہ و فقہیہ میں جب گفتگو کرتے ہیں تو ایک مجتہد و متکلم امام کی حیثیت میں نظر آتے ہیں۔ بے نظیر تحقیقات، دلائل کی سنجیدگی، استدلالات کی پختگی، اور کلام کی متانت ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مجددِ درجہ کی نظر لکھنی وسیع و دقیق اور ذہن کننا مکنتہ سنج اور دور رس تھا۔ مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو ایسی آسان اور دل نشین عبارت میں ادا کر کے عقیدوں کو حل فرماتے ہیں کہ مجبوراً آپ کی قادرا الکلامی کی داد دینی پڑتی ہے۔ علم و عمل کے مختلف شعبوں کے لحاظ سے آپ کی ہستی ایک ممتاز ترین ہستی تھی۔ علوم ظاہریہ میں کمال اور علوم باطنیہ میں تفوق، اتباع سنت میں انتہائی پختگی عقائدِ باطلہ کی تردید میں شجاعانہ مقابلہ، رفض و بدعات کے استیصال کے لئے قلبی، زبانی جہاد، اکبری دربار کے ملاحدہ کے علمی غرور و ہیبت کو توڑ پھوڑ کر علمائے دین کی حیثیت کا سکہ جمانا۔ شاہی دربار کے مشرکانہ رسوم اور ہندو نوازی کو ختم کر کے صیحح اصلاح کرنا، ہندوستان کے تمام سیاسی نظام میں ایک خوشگوار تدریجی تبدیلی پیدا کر کے اکبری الحاد کے بعد شعائر دین کی ترویج کی کوشش، اراکین حکومت اور عمال سلطنت کی ظاہری و باطنی تربیت و تزکیہ کر کے نظام

روز فرمایا کہ صحابہ کرام اور کامل تابعین و مجتہدین کے بعد ان کی طرح گنتی ہی کے چند اخص خواص گزرے ہیں“ اور فرمایا کہ میں نے بخارا و سمرقند سے یہ تخم لا کر ہندوستان میں بویا اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ باقی باللہ سے اس آخری ملاقات کے بعد آپ دہلی سے سرحد واپس تشریف لائے اور وہاں سے پھر لاہور تشریف لے جا کر وہاں کے خواص و عوام، علماء و فضلاء کو اپنے فیوضِ ظاہری و باطنی کے انوار سے منور کیا۔ لاہور ہی میں تھے کہ حضرت خواجہ کی وفات کی جان کاہ خبر پہنچی اس خبر کے پہنچتے ہی لاہور سے دہلی واپس تشریف لے گئے اور اپنے مرشد کامل کے روضہ متبرکہ کی زیارت اور صاحبزادگان و اصحاب خواجہ کی عزاداری کے لئے وہاں تشریف فرما ہوئے۔ سب چھوٹے بڑے اور حضرت خواجہ کے تمام مریدین و متعلقین حاضر ہو کر آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اس خانقاہ میں کچھ عرصہ رہ کر آپ نے تربیت و تزکیہ باطنی کا سلسلہ جاری رکھا اور اپنے مرشد کے زمانہ کی رونق دوبالا کر دی۔ مگر آخر کار سرسند واپس تشریف لے آئے اور پھر اس کے بعد مستقل قیام سرسند تشریف میں رہا۔ اور وہاں ۱۳۳۲ھ ۲۹ صفر روزِ شنبہ کو وفات ہو گئی۔

حضرت مجدد کے کمالات

نے اپنی مبارک زندگی میں احیائے سنت اور امانتِ بدعت، ردِ رفض و شرک میں جو کاروائی ناپائے کئے ہیں ان کی پوری تفصیل و تشریح کے لئے دفتر کے دفتر بھی بھیجیں۔ ایک مجلاتی مضمون کیا پوری کتاب بھی اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔

لے یہ تمام تفصیل اور اقوال حضرت خواجہ رحمہ اللہ کا از صفحہ ۱۴۱ تا ۱۵۲ اور تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۵ میں مذکور ہے۔

سلطنت میں صالح اور مذہبی عنصر داخل کر کے سرزمین ہند میں اسلام کی رونق از سر نو تازہ کرنا، وغیرہ وغیرہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو حضرت مجددؑ کے کمالات اور آپ کے تجدیدی کارنامے ہیں اور جن کی بناء پر آپ ”مجدد الف ثانی“ کہلانے کے حقیقی مستحق ہوئے۔ مجددؑ کے لئے جس جامعیت اور ہر شعبہ میں درجہ کمال پر فائز ہونا ضروری ہے۔ وہ تمام امور بارئیا نے روز ازل سے آپ کی قسمت میں رکھے تھے اس لئے مندرجہ بالا تمام موضوعات پر اگر تفصیلی کلام شروع کیا جائے تو دفتر کے دفتر لکھے جائیں گے مگر پھر بھی کہنا پڑے گا کہ

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کمالِ علمی - کے ”قال“ کے متعلق عرض کرنا ہے اور بتلانا

ہے کہ علوم ظاہریہ میں بھی آپ ایک فرد فرید اور مجتہد و امام کی حیثیت رکھتے ہیں اور ساتھ ہی بھی ظاہر و دہلی کے ہمارے علمی اور اک کے تصور کی وجہ سے اس سلسلہ میں بھی احاطہ تام کرنا بہت مشکل ہے۔ علم و عرفان کی جن بلندیوں پر جا کر یہ ”بازا شہب“ اور شاہین علم و فضل مصروف پرواز رہتا ہے۔ ہم جیسے بے بال و پر لوگوں کا وہاں تک پہنچنا یقیناً محال ہے۔ اس لئے بہت سے علمی نکتے، حقائق و دقائق جو کمزوریات کی عبارات کے ضمن میں مندرج و مطوی ہیں ان کا ہماری قاصر نظروں سے مخفی رہنا یقینی ہے۔ پس جو کچھ لکھا جائے گا وہ اس ”خوار“ میں سے ”مٹنے“ کی حیثیت رکھتا ہے اور باغ مجددی کے خوشبودار و خوش رنگ پھولوں میں سے صرف چند پھولوں کا ایک گلدستہ ہوگا۔ جو احباب کرام کی مشام جان کو معطر کرنے کے لئے تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ چند پھولوں کی خوشبو سونگھ کر اور خوشی سے سرمست ہو کر اس باغ کی قدر و قیمت پہچانیں۔

حضرت مجددِ دہرے کے کتبوبات کو اٹھا کر دیکھا جائے تو ان میں ایک امتیازی کمال یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے تمام مسائل

میں نہایت محققانہ شان کے ساتھ ارباب تصوف و باطن اور علمائے کرام کے درمیان تطبیق کی ہے اور جن جن مقامات پر عام طور سے سمجھا جا رہا ہے کہ اہل حق کے یہ دونوں فرقے مختلف نظر آتے ہیں وہاں پر آپ نے پوری تحقیق و تدقیق کے بعد ثابت کیا ہے کہ جدال فریقین یہاں پر صرف اختلاف لفظی ہے چنانچہ ایک جگہ اپنے رسائل میں اس قسم کی تطبیق کر کے آخر میں بطور شکر یہ فرماتے ہیں الحمد للہ الذی جعلنی صلاتہ بین البحرین و مصلحا بین الفئتين ﷺ۔ آپ نے اپنے آپ کو ”سلسلہ“ فرمایا۔ اب اس کے ساتھ جمع الجوامع امام سیوطیؒ کی حدیث کیون فی امتی ساجل یقال لہ صلوٰۃ یدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا و کذا بھی ملاحظہ کیجئے تو نتیجہ ظاہر ہے کہ اس میں کس قدر عظیم الشان بشارت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مصداق ہونے کی وجہ سے سراپا یہ فخر و شکر ہے ﷺ چنانچہ مولانا ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ المقالات میں لکھا بھی ہے کہ ایک عالم کے ساتھ اس سلسلہ میں میری گفتگو ہوئی اور جمع الجوامع کی یہ حدیث دکھا کر میں نے اس کو خاموش کر دیا۔ اور جب حضرت مجددؒ کے ساتھیوں نے سارا واقعہ بیان کر دیا ”تبسم فرمودند و شکرانہ آں را بہ زبانا آوردہ و رحن این بندہ التفات ہا فرمودند“ ﷺ

آپ فرمایا کرتے تھے ”شریعت راویدیم کہ در کوچہ ہما
 فرو دآمدہ چنانچہ کاروانے دوسرے فرو داید“۔ میں نے
 شریعت کو دیکھا کہ ہمارے کوچہ میں یوں اُتر آئی ہے جس طرح
 کسی سرائے میں کاروان اُتر پڑے ، اور یہی وجہ تھی کہ شریعت
 کے اسرار و رموز اور اصول و فروع کو اس خوبی و خوش
 اسلوبی سے مکتوبات میں درج فرما گئے۔ کہ پڑھتے ہوئے اس
 کی ہر بات دل میں اُترتی اور گھر کر جاتی ہے۔

۱۷۱ عمدة المقامات صفحہ ۱۶۴ ۱۷۲ فتاویٰ عزیز
ص ۱۷۱ ترجمہ اردو ۱۷۳ عمدة المقامات ص ۱۷۲ ۱۷۴ عمدة ص ۱۷۳

تشابہات اور حروف مقطعات کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ وہ مایعلم تاویلہ الا اللہ کہ خداوند تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اس کا علم نہیں دیا۔ ”راسخون فی العلم“ اس پر ایمان لاتے اور اس کو من عند اللہ ہی یقین کرتے ہیں، لیکن بعض علمائے کرام کا ارشاد ہے کہ نہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان متشابہات کا علم راسخین فی العلم کو بھی مرحمت فرمایا۔ اور مایعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم اللہ تعالیٰ اور راسخون فی العلم تو جانتے ہیں اُن کے ماسوا اور کسی کو علم نہیں۔ پس جن جن حضرات پر اللہ تعالیٰ نے تشابہات کے علم کے دروازے کھول دیئے وہی راسخین فی العلم ہونگے چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ

ایں فقیر تادنتہا سر متشابہات
یہ فقیر عرصہ تک متشابہات
را مفوض بعلم حضرت حق سبحانہ
قرآنی کے راز کا سمجھنا حضرت
مے ساخت و علمائے راسخین
حق سبحانہ کے علم کی طرف
را غیر از ایمان بہ متشابہات
مفوض کرتا رہا۔ اور سمجھنا
نصیب نے یافت و تاویلات
بلکہ علمائے راسخین کو ایمان
کہ بعض علمائے صوفیہ بیان کر رہے
بہ متشابہات کے سوا اور کوئی
اند۔ آئنا را لائق اس متشابہات
حصہ حاصل نہیں۔ اور جو
نے دانست و آل تاویلات را
تادیس بعض صوفیہ بیان
از اسرار یکہ قابل استتار ہا
کر چکے ہیں اُن کو ان متشابہات
تصور نے کرد۔ چنانچہ عین القضاة
کے لائق نہیں سمجھتا تھا اور ان
از الف لام میم الم خواستہ کہ
تاویلات کو قابل استتار
بمعنی درداست کہ لازم عشق است
اسرار میں سے تصور نہ کرتا
وامثال آں۔ آخر کار چون حضرت
تھکہ چنانچہ عین القضاة
حق سبحانہ، محض فضل شتمہ
نے الف لام میم سے الم
از تاویلات متشابہات را بریں
بمعنی درد لیا ہے جو کہ عشق
فقیر ظاہر ساخت و جداے ازاں
کے ساتھ لازم ہے یا اس
دریائے محیط بہ زمین استعداد
جیسی اور مثالیں۔ آخر کار

ایں مسکین کشادہ گردانید
جب حق تعالیٰ نے محض اپنے
دانست کہ علمائے راسخین را
فضل و کرم سے متشابہات
از تاویلات متشابہات و مقطعات
کی تاویلات میں سے کچھ حصہ
نصیب و فراست ملے
مجھ فقیر پر ظاہر فرمایا اور اس
محیط و بے کراں دریائے اس مسکین کی استعداد کی زمین
پر ایک نالی کھول دی تو جان لیا کہ متشابہات و مقطعات کی
تاویلات میں سے علمائے راسخین کو کافی حصہ حاصل ہے۔

زبدۃ المقامات میں اس کی پوری تفصیل لکھی گئی ہے
کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مخدوم زادگان کے اسرار پر مقطعات
قرآنی کے اسرار کی توضیح کے لئے متوجہ ہو گئے اور صرف ایک
حرف حق کے متعلق انہار کی اجازت ملی تو اس کو بیان فرمایا
جس سے سامعین ششدر و حیران رہ گئے اور آپ نے
مخدوم زادگان کو اس کے انہار سے بھر منع فرمایا۔

درجہ نبوت کی عظمت
آپ نے دفراول کے
مکتوب ۲۲۷ میں اس

مسئلہ کی خوب بہترین تحقیق کی ہے۔ کہ کوئی ولی اگرچہ صحابی ہو
اور انتہائی بلند مراتب پر فائز ہوا ہو لیکن کسی نبی کے درجہ کو
نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل بشر است
بعد انبیاء و سرا و ہمیشہ زیر قدم پیغمبرے باشد کہ او پایاں نر
جمع پیغمبران است“ مسئلہ کو مدلل و محقق کر کے کے بتوکل
نعمت کے طور پر فرماتے ہیں :-

بنایۃ اللہ سبحانہ، علوم و
اللہ تعالیٰ کی عنایت و کرم
معارف و رنگ باران نیماں
سے علوم و معارف ابر بہاری
مے ریزند و بر عجبائے و غرائب
کی بارش کی طرح برستے
اسرار اطلاع مے بخشد۔ محرمان
رہتے ہیں اور عجیب و غریب
ایں راز فرزند ان گرامی اند علی
اسرار پر اطلاع حاصل ہو
قدس الاستعداد یاران
جایا کرتی ہے فرزند ان

رسالہ ہے جس میں حضرت مجدد نے مذاہب باطلہ قدریہ و جبریت کی تردید دلائل عقلی و نقلی سے کر کے مذہب اہل حق اہل سنت و الجماعہ کی ایسی تقریر کی ہے جس سے ذوق سلیم رکھنے والے حضرات کی تشنہ کامی دور ہوتی اور تسکین ہو جاتی ہے۔ اور سلیم الفطرت ذہینوں کو حقیقت کی ایک جھلک سنی نظر آنے لگتی ہے۔

فلاسفہ کی تحقیر و تہلیل - مذہب اسلام کے صاف اور سیدھے سادے

فطری عقیدے عام لوگوں کے دلوں میں خود اثر انداز ہوا کرتے تھے۔ لیکن جب تیسری صدی میں فلاسفہ یونان کی کتابوں کے تراجم عام ہو گئے تو ان کے باطل خیالات کی آمیزش سے اس چشمہ صافی کو مکدر کرنے کی شروع ہوئی۔ ان کے نظائرات اور اٹکل پچو باتوں کو معقولات اور قطعیات قرار دے کر مذہب کی تاویلات کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور معتزلہ وغیرہ فرقے دین میں رخنہ اندازی کے لئے پیدا ہو گئے۔ اور اسی "عقلیت" کا اثر آج تک ہے کہ اپنی محدود عقل اور محدود دانست میں جو چیز نہ آ سکے اس کی تاویل و انکار کیلئے محدود فوراً آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اکبری دور میں ابوالفضل اور فیضی اس فلسفہ یونان کے عالم و فاضل ہونے اور "معقولیت" کے بل بوتے پر لوگوں کو مرعوب کر کے "دین اکبری" کے لئے راستہ صاف کرتے تھے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارناموں میں سے ایک شان دار کارنامہ یہ بھی ہے کہ اپنے اپنے علمی نفس و کمال سے ان "روشن و ماعنوں" کے اس ڈھول کا پول کھول دیا اور ان کی سحر کاریوں کی حقیقت کھول کر علمی رعب و دہشت کو خاک میں ملا دیا۔ اور فلسفہ کے متعلق ثابت کیا کہ یہ سب اٹکل کے تیر ہیں اور سب رجماً بالغیب اور ناقابل اعتماد شے ہے۔ اس کی کوئی بات علم کہلائے جانے کی مستحق نہیں اور نہ وہ نجات کے لئے ذریعہ بن سکتی ہے۔ فلاسفہ یونان اصداغ کے متبعین کی خوب تحقیر

دیگر چند روز در حضور اندوچند ارجمند صرف اس راز کے روز دیگر و غیبت۔ محرم و پرودہ دار ہیں اپنی اپنی استعداد کے اندازہ پر دوسرے دوست اجاب چند دن تو حضور میں رہتے ہیں اور چند دن پھر غائب ہوتے ہیں غنایت الہی سے علوم و معارف کی بارش کی برکت ہے کہ نکتہ سے نکتہ اور بات سے بات نکالی جا رہی ہے۔ رفض و تشیع کی تردید کے لئے اُس فضا میں "مدح صحابہ" کی زیادہ ضرورت تھی۔ اس اہم الواجبات کو ہر مکتوب میں ملحوظ رکھتے ہیں۔ یہاں بھی جب "حضور و غیبت" کا ذکر آیا۔ دونوں کے مدارج کے تفاوت کا بیان ہوا تو اس پر تفریع فرماتے ہیں ازینجا غفہ اند کہ ہر چند ولی اس لئے علمائے کرام نے ولی باشند اما بر تہ صحنائی نہ (بالا جماع) فرمایا ہے۔ کہ رسد (چرا کہ اور اشرف حضور ہر چند ولی ولی ہوتا ہے اور حاصل است۔) بڑے درجہ کا ہو لیکن کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ (کیونکہ صحابہ کو شرف حضور حاصل ہے)

مسئلہ قضا و قدر - تقدیر کا مسئلہ علم کلام اور معلق مسئلہ ہے۔ اور اسی کے بارے میں کہا گیا ہے

کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت این معار را اس کی ایسی جامع و مانع تقریر جس سے مسئلہ کی پوری تفہیم ہو سکے اور حقیقت بالکل کھل جائے ناممکن ہے۔ حتیٰ کہ بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر روز قیامت بھی اس کی پوری حقیقت مستور رہے گی اور عقد حل نہ ہوگا۔ لیکن ہر زمانہ کے علمائے اسخین نے پھر بھی کوشش کی ہے کہ جہاں تک بشری علم و کمال کی دست رسی ہے سمجھانے اور ذہن نشین کرنے کی سعی ہو جائے۔ اس مسئلہ قضا و قدر کے بارے میں حضرت مجدد کا ایک مکتوب ۲۸۹ دفتر اول میں مولانا بدرالدین صاحب کے نام موجود ہے۔ جو حقیقت ایک مستقل

میں حضرت ماتریدیہ اور اشاعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا باہمی مشہور اختلاف ہے۔ آپ نے دفتر اول کے مکتوب ۲۵۹ میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ طرفین کے دلائل بیان کرنے اور محی الدین ابن العربی کے مسلک کا ذکر کرنے کے بعد ان تمام اقوال وادلہ کی تزییف و تضعیف کی ہے۔ اور آخر میں اپنا مختار مسلک یوں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ لوگ نہ جنتی ہوں گے اور نہ دوزخی، بلکہ دیگر حیوانات غیر مکلف کی طرح میدان محشر میں استیفائے حقوق اور تعذیب و عتاب کے بعد ان کو معدوم مطلق اور لاشے محض کیا جائے گا حضرت مجدد وچ اپنی اس نرالی تحقیق کے متعلق فرماتے ہیں "ایں مسئلہ راجح در محضر انبیاء و کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام عرض نموده آمد ہمہ تصدیق فرمودند و مقبول داشتند و العلم عند اللہ سبحانہ" آپ نے اسی مکتوب میں دار الحرب کے مشرکین کے بچوں اور زمانہ فقرت رسل کے مشہ کون کا بھی یہی حکم فرمایا ہے۔ اور اپنے اس مسلک کے اثبات کے لئے آپ نے دلائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ اور انبیاء کرام ع کی "نظر کشفی میں" تصدیق و تائید بھی ذکر فرمائے ہیں۔ اور سر زمین مہند میں انبیاء کرام کی بعثت اور ان کے قبور کا بھی تذکرہ اسی مکتوب میں موجود ہے۔

زیادت و نقصان ایمان "ایمان" کا

ہے یا نہیں۔ علم کلام کا ایک مشہور اور مکملہ آرا مسئلہ ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں الایمان لا یزید ولا ینقص اور حضرت امام شافعی فرماتے ہیں الایمان یزید و ینقص۔ متکلمین اسلام اپنی تصنیفات میں اس مسئلہ کے لئے کد خوب تشریح کرتے ہیں اور جانبین کے دلائل اور کسی جانب کی ترجیح و تقویت کیا کرتے ہیں جس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہل السنۃ والجماعہ کے حق گروہ کے درمیان بھی ایک اصولی اختلاف حقیقی ہے۔ حضرت

و تھیل کی ابو الفضل کو چند مناظروں میں خوب رسوا اور شرمندہ کیا اور مختلف مکاتیب میں بھی موقع موقع پر ان کے مسائل کا تار و پود بکبیر دیا۔ چنانچہ دفتر سوم کے مکتوب ۲۳۱ میں جو خواجہ ابراہیم قبادیانی کے نام ہے آپ نے علوم انبیاء کی حیثیت و واقعیت، اتقان و قطعیت پر خوب بحث کر کے فلاسفہ کے فرعونیات کی خوب تردید فرمائی۔ مکتوب کافی طویل ہے اور اسی سلسلہ میں یہ شعر بھی زیب قرطاس فرمائے ہیں

فلسفہ چوں اکثر شش باشد سفہ بس کل آں
ہم سفہ باشد کہ حکم کل حکم اکثر است

چند ناد تحقیقات - حضرت خاتم النبیین صلی

اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت مجدد و کبشارت دی گئی تھی کہ آپ علم کلام کے مجتہد ہیں چنانچہ آپ نے ایک مکتوب میں اس کا ذکر بھی فرمایا ہے لے اور نیز آپ کے خصائص عظمیٰ میں سے یہ بھی ہے کہ دصال کے قریبی وقت میں آپ نے فرمایا۔ ہر کمالے کہ در نوع بشر ممکن است واسطاً فرمودند بہ وراثت و تبعیت سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام بدان محقق ساختند و اگر خواہم آں را بہ مقدمات معقولہ معقول مستعان نہائیم بہ نیچہ بیان فرمودند کہ مستعان معلوم نمودند

علم کلام میں اس اجتہاد و شان اور کمال علم و فضل کی وجہ سے آپ نے مختلف پیچیدہ مسائل کی نادر تحقیق کی ہے۔ بعض مسائل حق کی تائید و تقویت کے لئے ایسے ایسے مضبوط براہین عقلیہ و نقلیہ پیش کئے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نے بیان نہیں فرمائے۔ اور بعض اختلافی مسائل میں بہترین تطبیق دے کر اہل حق کے نزاع کو اختلاف لفظی قرار دے کر معاملے کو بے غبار کر دیا ہے۔

چنانچہ شاہن جہاں پر بسنے والوں کی جزا و سزا کے بارے

میں رہی ذات کی طرف نہ پہنچ سکی ناسر تفع الاختلاف
بین الاقوال۔

آگے کچھ مثالیں دے کر مسئلہ کو خوب ذہن نشین
کیا ہے اور اس بہترین تحقیق سے اہل حق کے مقاصد کی
خوب وضاحت فرمائی۔ اور اسی طرح اسی مکتوب میں علم
کلام کے مسئلہ انا مؤمن حقاً اور انا مؤمن انشاء اللہ
کے اختلاف کا ذکر کے فرمایا کہ یہ بھی نزاع لفظی ہے مذہب
اول بہ اعتبار ایمان حال و مذہب ثانی بہ اعتبار آل اما تھائی
از صورت استثناء اولی و احوط است کما لا یخفى
على المنصف۔

اس سارے مکتوب میں جو ایک ”عقائد نامہ“

ہے آپ نے اہل السنۃ والجماعت کے عقائد کو جس بہترین
ترتیب کے ساتھ عام فہم اور دل نشین پیرایہ میں ذکر کر کے
مغلقات کو نہایت آسان کر دیا ہے۔ وہ حقیقت —
ایک محبہ دہی کا کام ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ کمال علمی نام
اس کا ہے کہ سنگ راموم کر د قال اصدق العالمین
و انا یسترنا لا بلسا ناک لتبشر بہ المتقین
و تنسربہ قوماً لدا۔ و لقد لیستنا
القران للذکر فهل من
مذکر۔

مجدد و فتر اول مکتوب ۲۶۶ میں جو خواجہ عبداللہ اور
خواجہ عبید اللہ صاحبزادگان حضرت خواجہ باقی باللہ کے
نام عقائد اہل السنۃ والجماعت کے متعلق ایک طویل مکتوب
بلکہ ایک ضخیم رسالہ ہے۔ اس مسئلہ کو بھی ذکر فرماتے
ہیں۔ نقل مذاہب کے بعد ایک بہترین طریقہ پر رفع اختلاف
کی کوشش کرتے اور نزاع کو صرف لفظی اور ظاہری قرار
دیتے ہیں۔

”اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اصل میں تو ایمان
نام اس یقین و تصدیق قلبی کا ہے جس میں کسی بیشی کی
کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مگر ہاں اعمال صالحہ اس یقین
و تصدیق میں ابتلاء اور روشنی پیدا کرتے ہیں اور اعمال
غیر صالحہ اس یقین کو کمزور کیا کرتے ہیں۔ پس کسی بیشی اس
یقین کے اس ابتلاء کے اعتبار سے تو ہوا کرتی ہے۔ نفس
یقین میں زیادت و نقصان نہیں ہوتا مثلاً دو آئینے ایسے
ہیں جن کے درمیان ابتلاء و نورانیت کے اعتبار سے
تفاوت ہے۔ ان دونوں کو سامنے رکھ کر اگر کوئی شخص
یوں کہے کہ دونوں آئینے برابر ہیں فرق صرف ابتلاء کی
کمی بیشی میں ہے تو یہ بھی صحیح ہے۔ بلکہ شخص ثانی کی نظر
زیادہ صائب ہے کہ وہ شے کی حقیقت تک پہنچ گئی۔ اور
شخص اول کی نظر صرف ظاہر حال پر مقصور ہے وہ صفت

مولانا آسی کا انتقال پر ملال

یہ خبر علی حلقوں میں نہایت رنج و غم کیساتھ سنی جائے گی کہ جناب مولانا سکیم محمد عالم صاحب آسی مولوی فاضل نشی فاضل وزیدہ لکھنؤ
سابق مدرس نمازیہ لاہور و ایم اے او ڈی سکول اتر مصنف ”الکاویت علی الغاوتہ“ طویل علالت کے بعد چھٹینہ سال کی عمر میں ۲۸ شعبان
مطابق ۱۸ اگست ۱۹۶۳ء بروز جمعہ المبارک اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو اتر میں انتقال فرم گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔
مولانا مرحوم عربی زبان کے نہایت بلند پایہ ادیب تھے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو مغفرت عطا فرمائے اور
پسماندگان کو صبر جمیل عنایت کرے۔ (صدیر)

لرمضان من لاس الحول جنت ایک سال سے لے کر
الى حول قابل قال فاذا دوسرے سال تک مزین
کان يوم من رمضان و خوبصورت بنا دی جاتی
هبت مریح تحت العرش ہے۔ جب رمضان کے مہینے
من و سرق الجنة على الحول کا پہلا دن ہو جاتا ہے۔ تو
العين فيقلن يا سرت بڑی بڑی خوبصورت
اجعل لنا من عبادك ازواجاً سرگین آنکھوں والی جنتی
تقربهم اعياننا و عورتوں (خود عین) پر عرش
تقرب اعيانهم بنا۔ انہی کے نیچے کی طرف سے
(مشکوٰۃ شریف بحوالہ بیہقی) شروع ہو کر اور جنتی دختروں
کے بتوں پر سے گزر کر ایک خوشبودار ہوا چلنے لگتی ہے
تو وہ عوریں کہنے لگتی ہیں اے پروردگار! اپنے نیک بندوں
میں سے ہمارے لئے ایسے جوڑے (ازواج) مقرر کیجئے۔ کہ
اُن سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی رہے اور
اُن کی آنکھوں کو ہماری وجہ سے ٹھنڈک پہنچتی رہے۔

خیرات و برکات کا وہ مہینہ جس میں تمام انسانوں
کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والی کتاب، کھلی
کھلی نشانیں اور راہ حق کی طرف بلانے والی صاف و
صریح آیتوں والی کتاب، نور و ظلمت کو جدا کرنے والی
حق و باطل کو ممتاز کرنے والی، سپید و سیاہ کو صاف صاف
متیز کرنے والی، ایمان و کفر کو علیحدہ علیحدہ کھلے طور پر نشان
دار کرنے والی کتاب نازل ہوئی۔ خدا کا آخری پیغام، انسانوں
کی ابدی نجات کے لئے قیام قیامت تک آخری پیغامبر
پر اس مہینہ میں اُترا۔

شہر رمضان الذی ماہ رمضان ہے جس میں قرآن
انزل فيه القرآن مجید (الوح محفوظ سے آسمان
ہُدی للناس و بتیان دنیا، پر بھیجا گیا ہے جس کا
من الہدی و الفرقان وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے
(سورہ بقرہ ع ۲۳) ہدایت ہے۔ اور

ہدایت کے طریقے بتلانے میں اس کا جز و جزو واضح
الدلالة ہے منجملہ اُن کے ہے جو کہ ہدایت بھی ہیں۔ اور
(حق و باطل کے درمیان) فیصلہ کرنے والی بھی ہیں۔
رشد و ہدایت کا، خیر و برکت کا، گناہوں کے
جلادینے کا یہ مہینہ آیا۔ تو قرآن مجید کو ہدیٰ للناس
یقین کرنے والے مسلمان کیا کریں۔ برکت اندوزی کے لئے
کیا صورتیں اختیار کریں۔ اپنے لئے سعادت و نیک بختی
کی راہیں کس طرح کھولیں۔ ہم اور کس سے پوچھیں اور
کیوں پوچھیں۔ ہماری ہر تشنگی کے بجھانے کے لئے حشریہ
ہدایت قرآن مجید موجود ہے۔ زندگی کے تمام اعمال و شغلات
اور پردگراں کے لئے معلم الکتاب و الحاکمہ رسول کریم کے ارشاد
اور عملی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ قرآن مجید کی طرف رجوع
کریں گے اور حدیث رسول کو سامنے رکھ کر جو کچھ کرنا ہو
کریں گے۔ قرآن مجید نے فرمایا۔ کہ اس باب برکت مہینہ میں
کیا کرو۔

فمن شهد منكم الشهر فليصمه
الشہر فلیصمه۔ جو شخص اس ماہ میں موجو
ہو اس کو ضرور اس میں روزہ
رکھنا چاہئے۔ (بقرہ ع ۲۳)

يا ايها الذين امنوا
کتب علیکم الصیام
کما کتب علی الذین
من قبلکم لعلکم تتقون
ایہا مومنین و مومنات! خدا کا حکم ہے کہ تم (روزہ کی
بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن
جاؤ۔ تھوڑے دنوں روزہ
(بقرہ ع ۲۳)

رکھ لیا کرو۔ (رمضان کے مہینہ میں)
اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
من صام رمضان ایمانا جس نے ایمان دار ہو کر
واحترسابا غفر لہ ما تقدّم اور کارِ ثواب یقین کر کے
من ذنبہ و من قام ماہ رمضان کے دو روزے رکھے

رمضان ایماناً و احتساباً تو اس کے گذشتہ (حقوق غفرلہ) ما تقدم من اللہ کے فضیلت گناہ بخشہ ذنبہ و من قار لیلۃ جائیں گے اور جو ایمان دار القدر ما یما نا و احتساباً ہو کر اور کار ثواب یقین غفرلہ ما تقدم من ذنبہ کر کے ما و رمضان کی راتوں (متفق علیہ) میں نوافل پڑھتا ہے تو اس کے گذشتہ (حقوق اللہ کے متعلق صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جو کوئی لیلۃ القدر کو ایمان دار ہو کر اور کار ثواب یقین کر کے نفل نماز پڑھ لے تو اس کے گذشتہ (حقوق اللہ کے متعلق صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ ابو ہریرۃ کی روایت ہے ارشاد فرمایا :-

اتاکم رمضان شہر مبارک اسے مسلمانوں! تم پر رمضان کا فرض اللہ علیکم صیامہ مہینہ آگیا۔ یہ ایک مبارک (الی ان قال) اللہ فیہ مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم لیلۃ خیر من الف شہم پر اس مہینہ کے روزے فرض من حرم خیر ہا فقد کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حرم (راحد و ثائی) اس مہینہ میں ایک رات ایسی مقرر کی ہے کہ وہ (برکت) میں ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اس رات کی بھلائیوں سے محروم رہا تو وہ واقعی محروم ہی رہا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یوں بیان فرماتے ہیں :-

اذا دخل شہر رمضان جب رمضان کا مہینہ آجاتا اطلق کل اسیر و اعطی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کل سائل (بیہقی) قیدیوں کو چھوڑ دیتے اور ہر مانگنے والے کو کچھ نہ کچھ دیدیتے۔

اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے :-

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلم یرغب فی قیام ماہ رمضان کی راتوں میں رمضان من غیر ان یا عزم نوافل پڑھنے کے متعلق فیہ بغیر مہینۃ فیقول من رغبت دلایا کرتے تھے لیکن قام رمضان ایماناً و احتساباً فرض نماز کی طرح قطعی طور غفرلہ ما تقدم من ذنبہ پر پڑھنے کا حکم نہ دیتے اور فتویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والامر علی ایمان دار ہو کر اور کار ثواب ذلک ثم کان الامر علی یقین کر کے رمضان کی راتوں ذلک فی خلافتہ ابی بکر میں نفل نماز پڑھتا ہے۔ تو و صد ما من خلافتہ عمرؓ اس کے گذشتہ (حقوق علی ذلک)۔ (رواہ مسلم) کے متعلق صغیرہ) گناہ بخش جائیں گے۔ پس حضور نبیہ السلام کی وفات ہو گئی اور بات یوں ہی رہی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے ابتدائی ایام میں یہی حالت رہی۔

یعنی صحابہ کرام رمضان کی راتوں میں نفل نمازیں پڑھتے۔ لیکن سب کا ایک جگہ جمع ہو کر باجماعت خواہ مخواہ پڑھنے کا التزام نہ تھا۔ اور اس لئے نہ تھا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتیں جماعت کرانے کے بعد ارشاد فرمایا تھا خشیت ان یکتب علیکم مجھے خوف ہوا کہ یہی باجماعت تراویح تم پر فرض نہ ہو جائے۔ اس لئے دوام جماعت کو ترک کیا گیا تاکہ فرضیت نہ ہو جائے۔ ہاں باجماعت پڑھنے کی فضیلت پھر بھی تھی۔ لیکن خشیت ان تراویح سے کچھ عرصہ تک جماعت کا التزام ترک کیا گیا جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کا واقعہ ہے کہ آپ باہر مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ صحابہ کرام مسجد کے مختلف گوشوں میں علیحدہ علیحدہ تراویح کی نماز پڑھ رہے ہیں کوئی علیحدہ منفرد ہو کر، اور کسی کے پیچھے تھوڑے

سے لوگ کھڑے ہو کر باجماعت، آپ نے فرمایا :-

لو جمععت هؤلاء على قاهرى واحد لكات كوايك هى امام كى چيى كھڑا امثل شرم فجمهم كروى تو به بات افضل على ابى بن كعب الخ هو كى پھر آپ نے قصد كيا۔

اور تمام حضرات صحابہ كو حضرت ابى بن كعب كى چيى جمع كرويا۔ سب باجماعت اُن كى چيى پڑھنے لگے۔

حضور صلى الله عليه وسلم كا ارشاد ہے :-

عليكم بسنتى وسنة اے مسلمانو! ميرى سنت پر الخلفاء الراشدون چلو اور ميرے بعد آنوالے المهديين من بعدى هدايت يافته خلفائے راشدين كى سنت پر كار بند رہو، — اور نيز فرمايا :-

اقتدوا بالذين من اے مسلمانو! ميرے بعد بعدى ابى بكرؓ وعمرؓ ميرے دو جانشينوں يعنى ابوبكرؓ وعمرؓ كى طريقے كى پيروى كيا كرو۔

پس قيام رمضان تراويح كى نماز حضور عليه السلام كى سنت ہے آپ نے اس كى ترغيب دي۔ اس كى فضائل و مدارج فرمائے۔ صدق دل اور اخلاص كى ساتھ پڑھنے والوں كى لئے مغفرت ذنوب كا وعده فرمايا۔ آپ كى خليفه راشد حضرت عمر فاروق رضى الله عنه نے بيس ركعات باجماعت كا التزام كرا كرا اور اس كو افضل و امثل قرار دے كرا اس كى باجماعت پڑھنے كى تاكيد فرمائي رضى الله تعالى عنه وعن سائر الصحابة

حضرت سلمان فارسي رضى الله عنه روايت فرماتے ہيں كہ شعبان كى آخرى دن كو رمضان المبارك كى شروع ہونے سے قبل رسول مقبول صلى الله عليه وسلم نے ہم سب مسلمانوں كو مخاطب كر كے وعظا ارشاد فرمايا۔

يا ايها الناس قد اے لوگو! ايك عظيم الشان اظلم شهر عظيم مہينہ تم پر آگيا۔

اس مہينے كى عظمت، اور اس كى رفعت و منزلت كى كچھ تفصيل مندرجہ بالا سطور ميں ہو چكى، قرآن مجيد كى آيتوں سے احاديث رسول سے اس كى عظمت كا پتہ لگ سكتا ہے۔ حضور نے اس كو شہر عظيم فرمايا۔ آگے ارشاد ہے :-

شهر مبارك شہر فيلہ بركتوں والا مہينہ ہے ايضا ليلة خير من الف شهر مہينہ جس ميں ايك رات ايسى واقع ہوتى ہے جو برکت ميں ہزار مہينوں سے بہتر ہے۔ وہ كون سى رات ہے۔ وہ رات جس كو کہتے ہيں ليلة القدر جس كو قرآن پاك ميں بھى صاحب قرآن تبارك و تعالى نے ذكر فرمايا۔

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةٌ كَيْفَ هِيَ شَبَّ قَدْرٍ شَبَّ قَدْرٍ الْقَدْرُ خَيْرٌ مِّنْ الْفِ شَهْرٍ تَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ قَف رات صبح كى نكلنے ہيں فرشتے اور روح اس ميں اپنے رب كى حكم سے ہر كام پامان ہے۔ وہ رات صبح كى نكلنے ہيں حتى مطلع الفجر تک۔

(سورہ قدر پ ۳)

يعنى قرآن مجيد لوح محفوظ سے سما و دنيا پر شب قدر ميں اتار اگيا۔ اور شايد اسی شب ميں سما و دنيا سے پيغمبر عليه السلام پر اترنا شروع ہوا۔ اس رات ميں نبى كى كرامت ايسا ہے كوايہ ہزار مہينے تك نيكي كرتا رہا۔ بلکہ اس سے بھى زائد (خير من الف شهر) اسی رات اللہ كى حكم سے روح القدس (جبرئيل ابن عليہ السلام) بے شمار فرشتوں كى ہجوم ميں نيچے اترتے ہيں تا كہ عظيم الشان خير و برکت سے زمين والوں كو مستفيض كريں اور ممكن

کے امور خیر لے کر فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں "سلام" یعنی وہ رات امن و چین اور دل جمعی کی رات ہے اور اس میں اللہ والے لوگ عجیب و غریب طمانیت اور لذت و حلاوت اپنی عبادت کے اندر محسوس کرتے ہیں اور یہ سب کچھ اثر ہوتا ہے اس نزول رحمت و برکت کا جو روح و ملائکہ کے توسط سے ظہور میں آتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس رات جبرائیلؑ اور دوسرے فرشتے عابدین و ذاکرین پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ یعنی ان کے حق میں رحمت و سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور یہی سلسلہ شام سے لیکر صبح تک ساری رات جاری رہتا ہے۔ اور اس طرح وہ پوری رات تمام کی تمام مبارک ہے۔ قرآن مجید کی ان آیات کو سورہ بقرہ کی اس آیت سے ملائے شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن الآیۃ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مبارک رات "شب قدر" مبارک مہینہ رمضان ہے۔ اور یہ حدیث بھی بتلا رہی ہے "فیہ لیلة خیر من الف شہر" اور صحیح حدیثیں بتلاتی ہیں کہ رمضان کے اخیر عشرہ اور خصوصاً عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہئے حضرت عائشہ رضہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں:-

تَحْرُ وَالْبَيْلَةُ الْقَدَرُ فِي تَمَّ "بَيْلَةُ الْقَدَرُ" مَاہِ رَمَضَانَ
الْوَتَرُ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ كَيْلُ خَرَى دَسْ نَوَسْ كِي طَاقِ
مَنْ رَمَضَانَ رَجَارَى شَرَفِي رَاتَوْنَ مِيْنَ تَلَاَشْ كِيَا كِرُو-
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا :-

فَاَلْتَمَسُوْهَا فِي الْحَشْرِ لَيْلَةُ الْقَدَرِ آخِرَى دَسْ
الْاَوَاخِرِ وَالْتَمَسُوْهَا دَنُوْنَ مِيْنَ تَلَاَشْ كِرُوَاوَرِ
فِي كُلِّ وَتَرٍ (مُسلَم) اَنْ مِيْنَ بِيْهِ طَاقِ رَاتَوْنَ مِيْنَ
وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ آخِرَى دَسْ وَنَوَسْ مِيْنَ عِبَادَتِ

ہے "روح" سے مراد فرشتوں کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہو بہر حال اسی مبارک رات میں باطنی حیات اور روحانی خیر و برکت کا ایک خاص نزول ہوتا ہے۔ اور اسی طرح انتظام عالم کے متعلق جو کام اس سال مقدر ہیں ان کے نفاذ کی تعیین کے لئے فرشتے آتے ہیں جیسا کہ اسی رات کے متعلق یہی مضمون سورہ دخان میں بھی مذکور ہے :-
اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِی لَیْلَةٍ ہَمَّ نَے اِسْ کُوَا نَا رَا اَیْکَ کَرَبَ
مُبَارَکَۃً اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ کِی رَاتِ مِیْنَ- ہَمَّ مِیْنَ کَہ
فِیْہَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ سُنَانِے وَاَلِے اِسی مِیْنَ
حَکِیْمٌ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا جَدَا ہُو تَا ہِے ہر کَام ہَا چَا
اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝ ہُوَا- حَکْم ہُو کَر ہَمَارِے پَا
سے ہَم مِیْنَ بَہِیْجَے وَاَلِے-

یعنی سال بھر کے متعلق قضا و قدر کے حکیمانہ اور اہل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں "لوح محفوظ" سے نقل کر کے ان فرشتوں کے حوالہ کئے جاتے ہیں جو شعبہ ہائے مکونیات میں کام کرنے والے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شعبان کی پندرھویں رات ہے جسے شب برات کہتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں سے اس کام کی ابتداء ہوتی ہو اور شب قدر پر اس کی انتہاء واللہ اعلم۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح احکام تکوینی کو لوح محفوظ سے فرشتوں پر اسی رات اتارا جاتا ہے۔ احکام تشریعی کا آخری اور مکمل مجموعہ قرآن پاک اسی رات لوح محفوظ سے "سما دنیا" پر اتارا اور پھر اسی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول کی ابتداء ہوئی۔ فرماتے ہیں اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ہَمَّ ہِیْ بَہِیْجَے وَاَلِے۔ یعنی فرشتوں کو ہر کام پر جو مناسب ہو، بھیجنے والے ہم ہیں۔ چنانچہ جبرائیلؑ کو قرآن دے کر محمد رسول اللہ کے پاس ہم نے بھیجا۔

اور یا "من کل امر" سے مراد انتظام عالم کے عام امور نہیں بلکہ مراد اس سے صرف "امر خیر" ہے یعنی ہر قسم

شاید کہ ”خیر من الف شہر“ رات پالینے کی سعادت نصیب ہو جائے۔

جعل اللہ صیامہ فریضۃ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ رمضان قیام لیلہ تطوعاً من تقرب کے روزے کو فرض قرار دیا فیہ بخصلة من الخیر کان ہے اور اس کی راتوں کی کمین ادلیٰ فریضۃ فیہما نمازوں (تراویح) کو سنت سوا کہ ومن ادلیٰ فریضۃ مقرر کیا ہے۔ جو کوئی اس مہینہ فیہ کان کمین ادلیٰ سبعین میں بھلائی کا کوئی ایک فریضۃ فیما سوا کہ کام کرے گویا اس نے اور مہینوں کے فرض کے اندازہ پر ادا کیلگی کی۔ اور جس کسی نے اس مہینہ میں فرض ادا کر دیا اس نے اس کے ماسوا اور مہینوں کے ستر فرض کے اندازہ پر گویا کام کر دیا۔

دیکھا آپ نے حضور کا ارشاد، کہ اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیے ہیں۔ روزے نہ رکھنے والا تارک فرض حکم الہی سے بغاوت کرنے والا، اور مجرم ہوگا۔ اس کی راتوں میں قیام لیل (تراویح) کی نماز سنت نبوی ہے۔ جو قصداً ترک کر دے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مسلوکہ سے منحرف۔ اس میں کسی نفل کام کا ثواب اور درجہ دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ ماہ رمضان میں نفلی نمازوں، نفلی صدقات و خیرات، غرباء، نوازی، اور یتیموں، یتیموں، بیواؤں، بھوکوں، ننگوں کی دستگیری میں خوب اہتمام اور شوق سے حصہ لیں۔ اور خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے اعمال صالحہ ادا کیا کریں، اور اس مہینہ میں کسی فریضہ کی ادائیگی کا ثواب اور مہینوں کے ستر فرائض کے برابر ہے اس لئے چاہئے کہ جو بد قسمت مسلمان نماز میں کوتاہی کرتے یا جماعت کا التزام نہیں کرتے وہ اس مہینہ میں تو خاص پابندی کے ساتھ، خشوع و خضوع

یجتہد فی العشر الاواخر کے اندر اس قدر زیادہ کمالاً یجتہد فی غیرہ۔ مشغول رہتے کہ اس قدر (مسلم) اور ایام میں نہ ہوتے۔

اور پھر طاق راتوں میں بھی ستائیسویں شب پر گمان غالب ہوا ہے۔ واللہ اعلم چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

اما انہ قد علم انها فی رمضان وانها فی العشر کو یہ یقیناً معلوم تھا کہ شب الاواخر وانها لیلۃ قدر“ رمضان میں ہے۔

سبع وعشرین ثم حلف اور یہ کہ وہ آخری دس راتوں لا یستثنیٰ انها لیلۃ میں ہے اور یہ کہ وہ ستائیسویں سبع عشرین (مسلم) رات ہے۔ پھر حضرت

ابی نے قطعی حلف اٹھا کر فرمایا کہ بے شک ”لیلۃ القدر“ رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔

بہت سے علمائے کرام نے تصریح کی ہے کہ شب قدر ہمیشہ کے لئے ایک رات میں منغین نہیں۔ ممکن ہے ایک رمضان میں کوئی رات ہو اور دوسرے رمضان میں دوسری اس لئے اعمال خیر عبادات کے لئے درباب عزم حضرات نے اس رات کو یقینی طور سے پانے کے لئے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ تمام سال بھر کی راتوں میں وہ جاگتے رہتے ہیں اور ذکر و شغل، اور یاد خداوندی میں مہمک رہتے ہیں اور اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا من یقیم الحول یصب لیلۃ القدر (جو سال بھر تک ہر رات جاگتا رہے وہ ”شب قدر“ کو پا ہی لیتا ہے) لیکن جس کی اتنی تہمت نہیں وہ ان احادیث مندرجہ بالا کے مطابق رمضان المبارک کی راتوں کو جاگتے، اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ماہ رمضان کی ان بابرکت راتوں میں نماز تراویح اور تلاوت قرآن مجید اور ذکر الہی کرتے رہیں۔

ارکان اربعہ کے بیش از پیش مضبوطی کا اس مبارک مہینہ میں خاص خیال رکھو۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج ان میں سے ہر ایک فریضہ کو مکافئہ ادا کرنے کا اہتمام کر کے اس رحمت و مغفرت کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، مغفرتوں کے مستحق بن جاؤ، اور اپنے آپ کو آتش دوزخ کی لپٹوں سے بچاؤ۔

ہو شہر الصبر والصبی یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر ثوابہ الجنہ کا بدلہ جنت ہی ہے۔

اس مہینہ میں صبر و استقامت اور استقلال کا امتحان ہوتا ہے۔ روزے رکھ کر اس بات کا ثبوت دینا ہوتا ہے کہ ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی گردن اطاعت کو اس طور سے جھکا سکتا ہے کہ اللہ کے حکم صادر ہو جانے کے بعد وہ اپنے نفس کی خواہشوں کو بالکل پامال کر دیتا ہے، کھانا، پینا اور اپنی بیوی کے ساتھ صحبت سب کو یک سرچھوڑ دیتا ہے۔ معدہ چاہتا ہے کہ کھانے کو کچھ ملے مگر حکم خداوندی کی وجہ سے کھانے کا ایک لقمہ بھی منہ میں نہیں ڈالتا پیاس لگی ہوئی ہے مگر پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں پیتا۔ اور صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے۔ پس اپنی خواہشات کو اس قدر سختی کے ساتھ روکنا، صبر و تحمل کی انتہا نہیں تو کیا ہے۔ پس رمضان کا یہ مہینہ صبر و تحمل کی مشق کا مہینہ ہے۔ اور صبر کے لئے بدلہ اللہ کے ہاں جنت ہی ہے۔

انما یوقی الصابرون اجرہم بغير حساب۔
و شہر الموائساة ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے۔ پس چاہئے کہ مسلمان اس مہینہ میں ضرور باہمی ہمدردی، غمخواری اور صلہ رحمی کے تعلقات کو مزید استوار کریں۔ دکھی اشخاص کے دکھ میں اُن کے شریک حال ہو کر اور ہر قسم کی امداد و اعانت کر کے اُن کے دکھ کو شکہ سے

کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر انہوں نے خلوص قلب کے ساتھ ایک مہینہ پابندی کے ساتھ ادائیگی نماز کا التزام کیا تو اس کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ توفیق الہی شامل حال ہو کر آئندہ کے لئے کامل غازی بن جائیں گے جو صاحب مال ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دولت و ثروت سے نوازتا ہے سال گذر جانے کے بعد ان پر فرض ہے کہ زکوٰۃ ادا کریں۔ جن جن لوگوں پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہے مگر انہوں نے غفلت و بے پرواہی سے کام لے کر زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ چاہئے کہ وہ اس رمضان المبارک میں اپنے اموال و املاک کا باقاعدہ حساب کر کے فریضہ زکوٰۃ سے اپنے آپ کو سبکدوش کریں۔ رمضان المبارک کے بعد ”اشھر حج“ حج کے مہینے شروع ہو جاتے ہیں۔ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و کرم فرمایا ہے اور ان کو اتنی قوت و بیاضت دی ہے کہ وہ بیت اللہ کی زیارت اور ادائیگی ارکان حج اور حاضری روضہ اطہر سے مشرف ہو سکتے ہیں اُن کو ضروری ہے کہ رمضان المبارک میں عزم مصمم کریں کہ اس سال ضرور خانہ کعبہ کی حاضری کے لئے روانہ سفر ہو جائیں گے اس سلسلہ میں حکومت ہند نے دو سال سے حج کا راستہ بند کیا ہے۔ جہازوں کی آمد و رفت رُکی ہوئی ہے لیکن آپ کے عزم مصمم میں تو یہ بھی داخل ہے کہ سر توڑ کوشش کر کے اور اپنے تمام ذرائع و وسائل کو استعمال میں لا کر حکومت ہند کو اس پر مجبور کر دیں کہ وہ ہندوستان کے لاکھوں حاجیوں، اور کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھ کر راستہ کھولنے اور جہازوں کے انتظام کرنے کی کوئی فوری تجویز کر دے۔

پس اے مسلمانو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کا دعوئے کرنے والو! اس مہینہ کو لہو و لب میں، فضول خوش گیتوں میں، غیبتوں، چغلیوں، اور دوسرے گناہوں میں ضائع نہ کرو۔ بلکہ اسلام کے

— بدلنے کی کوشش کریں۔ موجودہ زمانہ میں اقتصادی پریشان حالی۔ اور تمام ضروریات معاش کی گراں بہائی سے غریب اور متوسط الحال طبقہ طرح طرح کی بے چینیوں اور غم زدگیوں میں مبتلا ہے۔ اگر مسلمان باہمی رواداری، محبت و سلوک، اور تعاون و توافق سے کام نہ لیں۔ بلکہ 'افرا تفری' اور 'نفسی نفسی' ہو تو اس سے ہر فرد ملت کی تکالیف میں مزید اضافہ ہوگا۔ اور تمام افراد ملت کی پریشانیوں سے مجموعہ ملت اور ساری قوم پریشان حال رہے گی۔ اس لئے

— بقول سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر
الموا ساقۃ یعنی باہمی ہمدردی اور غمخواری کے مہینہ میں
ہر حکم کے مسلمان باہمی ہمدردی سے کام لیں، محتاجوں
مسکینوں اور تنگدستوں کی تکالیف کم کرنے اور اُن کو
قدرے فارغ البال کرنے میں خاص اہتمام کے ساتھ
مصرف ہوں۔

شہر یزاد فیہ رزق ایسا مہینہ ہے جس میں مومن
المومن۔ کارزق بڑھایا جاتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن کی روزی میں ظاہری اور معنوی اضافہ ہو جاتا ہے۔ ظاہری طور پر بھی اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر سال کے اور ایام کی بہ نسبت زیادہ رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔ چنانچہ یہ مشاہدہ ہے کہ رمضان المبارک میں ہر شخص کی معیشت میں نسبتاً فراخی ہو جاتی ہے۔ اور اخراجات کے بڑھ جانے کے باوجود اللہ تعالیٰ بد اخل کے نئے نئے اسباب ہبیا کر دیتے ہیں اور دخل و خروج کا توازن بگڑنے نہیں پاتا۔ علاوہ انہیں معنوی طور سے بھی مومن کے رزق میں زیادت اور برکت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے مقدار میں معمولی خیر بھی کفایت کر جاتی ہے۔

من فطرفیہ صائمہا کان جس کسی نے اس پہننے میں

له مغفرة لذنوبه وعنت
 ما قبلته من الناس و
 كان له مثل اجره من
 غير ان ينقص من اجره
 شئى -

روزہ دار کے روزہ کھولنے
 کے لئے کچھ دیا تو اس کے
 واسطے یہ گناہوں کی بخشش
 اور آگ سے بچنے کا سبب
 بن جاتا ہے۔ اور اس کو بھی

روزہ دار کے برابر ثواب مل جاتا ہے بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کم کیا جائے۔

معلوم ہوا کہ روزہ دار کے روزہ کھونے کے لئے کچھ دے دینے کا ثواب روزہ کی وجہ سے، اس ماہ رمضان المبارک

کی برکت سے کس قدر بڑھا ہوا ہے۔ ظاہر میں آپ یہی سمجھیں گے کہ اس کا مطلب یہی ہوگا۔ کہ کسی روزہ دار کو مہلا کر اس کو مُرخ پلاؤ، خدا فی رنی کھلانے پر یہی ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس قدر بڑا درجہ معمولی چیز کے کھلانے پلانے پر ملنا فرما مستبعد ہے۔ چنانچہ یہی سمجھا گیا اور خود صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! ہم میں سے
ہر کسی کی تویہ طاقت نہیں
کہ روزہ دار کے روزہ کھولنے
کے لئے کچھ دے سکیں (تو
پھر اس ثواب سے تو ہم محروم
ہے) حضورؐ نے فرمایا۔
اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس
شخص کو عطا فرمائے گا جو روزہ کھولنے کے لئے روزہ دار
کو ایک گھونٹ دودھ، لسی یا ایک کھجور کا دانہ یا پانی
کا ایک گھونٹ دے دیکھا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ، مومنین مخلصین کو ثواب بخشنے کے لئے عمل صالح کو تو صرف ایک ہہانہ ہی بنا دیتی ہے۔ ورنہ ثواب جو بھی ملے، جتنا بھی ملے اس کے فضل مکرم ہی سے ملتا ہے اس لئے عمل کی کمی بیشی کا تو

سوال نہیں ہے

رحمت حق بہانہ می جوید

رحمت حق بہانہ می جوید

ہاں خلوص نیت، اور صداقت قلبی کی ضرورت ہے۔ جس نے کسی کو پانی کا ایک گھونٹ بندھ دیا وہ رحمت الہی کے فیضان کا مستحق بن گیا۔ جس نے ایک چھوٹا سا کھلایا اللہ کی مغفرتیں بارش بن کر اس پر بھیجیں گی۔ پس تم کمیت کے بڑھانے کی فکر میں نہ پڑو۔ صدقات کی ”کیفیت“ کے بڑھانے میں سعی کیا کرو۔ ہاں جہاں کمیت و کیفیت دونوں بڑھ کر ہوں پھر تو کیا کہنا،

ومن اشبع صائماً سقاه اور جس نے روزہ دار کو پیٹ اللہ من حوضی شربة لا یظأ حتی یدخل الجنة اس کو میرے حوض سے یوں پانی پلائے گا کہ جنت میں داخل ہو جانے تک وہ پھر پیاسا نہ ہوگا۔

”میرا حوض“ کیا ہے۔ وہی جس کو ”حوض کوثر“ کہا کرتے ہیں ”انا اعطینک الکوثر“ اور احادیث میں ہے ”حوضی مسیریۃ شہر“ میرے حوض کے اضلاع کی لمبائی ایک مہینہ کی مسافت پر ہے۔ احادیث میں ہے کہ اس کا پانی شہد سے بڑھ کر میٹھا۔ دودھ سے زیادہ سفید، مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو، اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ جو اس کو ایک دفعہ پیئے وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اس حوض کا پانی جس کو نصیب ہوگا اس کی خوش قسمتی کا کیا کہنا۔ ”ساقی کوثر“ صلی اللہ علیہ وسلم پلانے والے ہوں تو اس پینے والے سے بڑھ کر پھر اہر سعید کون ہو سکتا ہے۔ دنیا و مافیہا کی تمام ادائیں اس پر قربان ہوں، تمام نظاروں سے بہترین منظروہ ہوگا۔ کہ اس حوض کوثر کا ٹھنڈا میٹھا خوشبودار و سفید پانی، ستاروں جیسے چمکنے والے سونے چاندی کے برتنوں میں ساقی کوثر کے ہاتھ سے کسی امتی کے سامنے پینے کے لئے

پیش ہو اور وہ ہاتھ بڑھا کر اس کو قبول کرے پس جنہوں نے رمضان المبارک میں بھوکے روزہ داروں کو کھانا کھلا کر شکم سیر کر دیا۔ اُن بھوکوں کے دلوں کی دُعائیں لیں۔ یہ سعادت ان کی قسمت میں ہے۔ جب حلق سے اُس پانی کا گھونٹ اُترے گا۔ تو پھر پیاس نہ لگے گی۔ حضرات ”پیاس نہ لگے گی“ کی نعمت معمولی نہ سمجھنا، کبھی جون جوگا کی گرمی میں دوپہر کے وقت کسی جنگل میں اگر کہیں پیاس لگی ہو تو اس حالت کو یاد کرو۔ اس شدت کو یاد کرو و میدا محشر کی گرمی اس گرمی سے ہزار بار درجہ بڑھ کر ہوگی۔ اس میدان میں پیاس کی شدت اس جنگل کی پیاس سے چند درجہ زیادہ ہوگی۔ اپنی اس پیاس کو تصور میں لا کر اندازہ لگاؤ کہ کیفیت کیا ہوتی ہے تو پھر معلوم ہوگا۔ کہ ”پیاس نہ لگے گی“ اور میدان محشر کی اس سخت حالت میں نہ لگے گی یہ کس قدر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور اس نعمت — اور اس اجر جزیل کا ذریعہ حضور فرماتے

ہیں یہ ہے کہ بند بھوکے روزہ داروں کو کھلاؤ۔ وفی ذلک فلتینا فسن المتنافسون۔

شہر اولہ رحمة واسطہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کے مغفرت و استخلا عتق اول (دس دن) تو رحمت من الناس کے دن ہیں، اور اس کے درمیان (دس دن) مغفرت کے دن ہیں۔ اور اس کے آخری (دس دن) آگ سے نجات پانے کے دن ہیں۔

پس سارا مہینہ، رحمت و مغفرت اور عتق من النار کا ہو گیا جس کو مطلوب ہو۔ وہ رحمت الہی کا مستحق ہو جائے جو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اس کو ڈھانپ لے اور اس کے گناہ کے سیاہ داغ آب مغفرت سے دھل جائیں جس کی خواہش ہو کہ وہ دوزخ کی سخت ترین آگ سے اپنے آپ کو بچائے تو وہ اس مہینہ کو اپنے لئے غنیمت سمجھے تو بے استغفار، انا بیت الی اللہ، اور اطاعت خداوندی

سے مرحوم و مغفور اور عقیق بن جائے۔

بہت سے بدقسمت ایسے ہوں گے کہ بہانے بنائے لگیں گے۔ کہ اس سال رمضان کا مہینہ گرمی کے موسم میں آ رہا ہے۔ دن بڑے بڑے ہیں۔ بھوکا رہنا اتنی دیر تک مشکل ہے۔ اس لئے ہم اپنے پیٹوں کو خالی نہیں رکھ سکتے۔ لیکن جب وہ مسلمان ہیں تو قرآن کھول کر دیکھ لیں کہ ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے۔ لیس لہم طعام الا من ضریح لا یسمن ولا یغنی من جوع (غاشیہ) نہیں ان کے پاس کھانا مگر جھاڑ کانٹوں والا نہ موٹا کرے اور نہ کام آئے بھوک میں۔ اب اگر یہاں اپنے سمن و ہزال کی دھن میں لگے ہو۔ اب اگر بھوک کی برداشت مشکل ہے تو پھر اپنے کو تیار کرو۔ جب ”ضریح“ کھانا پڑے۔ پھر نہ یہ سمن رہے گا اور نہ شکم سیری ہوگی، جو شخص آج اس دنیا میں رمضان کے مہینہ میں دن کو بلا غدرہ پڑا اٹھتے اور پلاؤ نہیں چھوڑ سکتا، اس حالت کو یاد کر کے کچھ خوف خدا دل میں کرے جب کہ وہ ”ضریح“ کھانے پر مجبور ہوگا۔ (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ”عباد مخلصین“ کے اعمال صالحہ کے اجر و ثواب کا ذکر فرمایا۔ جنہوں نے یہاں گرمی، سردی کی تکالیف کو خیال میں نہ لاکر ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرماں برداری کی۔ فرماتے ہیں:-
اولئک لہم ہر رزق معلوم ۵ فواکہ ۵ وہم مکر مون ۵ فی جنت النعیم ۵ علیٰ سُرر متقابلین ۵ یطاف علیہم بکأس من معین ۵ بیضاء لذة للشاربین ۵ لا فیہا غول ولا ہم

عنہا یتزنون ۵ وعندہم دینے والی پینے والوں کو۔
فصیراٹ الطرف عین ۵ کا تھنہ بقیض ۵ نہ وہ اس کو پی کر بہکیں
مکسوت ۵ (صفت ۲۷) اور ان کے پاس ہیں عورتیں
نیچی نگاہ رکھنے والیاں بڑی آنکھوں والیاں۔ گویا وہ انڈے ہیں چھپے دھڑے۔

جن ”عباد مخلصین“ نے اخلاص سے اپنے کو بھوکا اور پیاسا رکھ کر روزے رکھے۔ ان کو تو ”فواکہ جنت“ اور جنت کی شراب ملے اور حور و غلمان سے نوازا جائے گا۔ ان کو یہی جہانی پیش کی جائے گی۔ لیکن جو مقرر و کرشن تکلیف کا عذر کر کے بلا غدر روزے نہیں رکھتے۔ اور دن رات عیش اڑاتے۔ اور اپنے اندر کچھ خفت بھی محسوس نہیں کرتے۔ ان کے لئے کیا ہے:-

اذ لک خیر نزل ام شجرة الذر قوم ۵ انا جعلنا فتنۃ للظالمین ۵
انہا شجرة تخرج فی اصل الجحیم ۵ طاعھا کانہ رؤس الشیاطین ۵
فانہم لا کلون منها فمالون منها البطون ۵
ثم ان لہم علیہا الشربا من حمیم ۵ ثم ان مرجعہم الی
الجحیم (صفت ۲۷) جانا ہے آگ کی ڈھیر میں۔
جو بھوکے رہے پیاسے رہے ان کو فراکہ و شراب کی نعمتیں اور ٹھنڈا سایہ، اور جنہوں نے شکم سیری کی، حلوا پلاؤ سے خوش و قیاں اور عیش پرستیاں کیں، اور حکم خداوندی کی پرواہ نہ کی، بلکہ استہزاء کرتے رہے۔

حکم الہی سے بہانے بنا بنا کر سرتابیاں کرنے والوں کے لئے اس عالم جزاء و سزائیں جو شدت کی پیاس ہوگی اس کی تشنگی دُور کرنے کے لئے پھر اُن کو کوئی چیز نہیں مل سکتی، بلکہ دہاں تو

وان یستغیثوا یغاثوا اور اگر فریاد کریں گے تو ملے
بماءٍ کالمہل یشوی بھون گاپانی جیسے پیپ، بھون
الوجوہ ط بئس الشراب ڈالے منہ کو، کیا برا پینا
و ساءت مرتفقا ہ ہے۔ اور کیا برا آرام
(کہف ۷۴)

۱۲. و یسقی من ماء صدید ۱۱. و یسقی من ماء
بیکاد یسیغہ و یأتیہ پانی پیپ کا گھونٹ گھونٹ
الموت من کل مکان و پیتا ہے اس کو اور گلے سے
ماہو بمیت ط و من نہیں اُتار سکتا۔ اور چلی
و ساء عذاب غلیظ ۱۰ آتی ہے اس پر مت ہر طرف
اس کے پیچھے ہے عذاب سخت سے اور وہ نہیں تڑا۔ اور
(ابراہیم ۳۴) اور پلا یا جاے اُن کو کھولنا
(۳) و سقوا ماء جمیمًا پانی تو کاٹ نکالے اُن کی
فقطع امعاءہم۔ آنتیں۔
(محمد ۲۷)

اے مسلمانو! خدا را، ان وعیدوں کو، عذاب کی سختیوں کو دیکھ کر گرمی اور پیاس کے بہانہ سے روزہ غری کے لئے آمادہ نہ ہو جاؤ، یہاں کی عارضی سختی اور چرند وقتی تکلیف بہر حال گزر جانے والی ہے ان دائمی خوشیوں اور نعمائے جنت کے حصول کے لئے یہاں سب کچھ برداشت کرو۔ جب جزاء و سزا پر ہمارا اعتقاد ہے روزہ آخرت کو ماننا ہمارا جزاء ایمان ہے۔ جب قرآن کی دی ہوئی خبروں پر ہمارا یقین ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم احکام الہی کی تعمیل میں مستی کرنے اور بہانہ تلاشوں میں لگے ہوئے ہیں۔ یہی جہنم رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے۔ اٹھو، کمر ہمت باندھو

کہ میاں، ہم کیوں اپنے کو بھوکوں ماریں، ان کو زقوم (تھوڑا کھانے کو اور گرم پانی پینے کو، کاشش سرکش انسان کچھ عبرت حاصل کرے۔

ان شجرة الزقوم طعام بے شک سینڈ کا درخت
الاثیم ۱۱ کالمہل ۱۱ یغلی کھانا ہے گنہگار کا۔ جیسے
فی البطن ۱۱ کغلی الحمیم پگھلتا ہوا تانا بھولتا ہے
خذ وہ فاعتلوه الی سوء پیٹوں میں جیسے کھولتے
الحمیم ۱۱ ثم صوبوا فوق ہے پانی۔ پکڑو اس کو اور
راسہ من عذاب الحمیم دھکیل کر لے جاؤ بیچوں
ذوق ج انات انت العزیز بیچ ووزخ کے، پھر ڈالو
انکریمہ ان هذا اما اس کے سر پر جلتے پانی
کنتم بہ تمردن ۱۰ کا عذاب، اس کو چکھ،
(الدخان ۳۷) تو ہی ہے بڑی عزت والا

سرداریہ وہی ہے جس میں تم دھوکے میں پڑے تھے۔ جو لوگ گرمی کا بہانہ بنا کر، پیاس کی شدت کو پیش کر کے روزوں سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ ان کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ قل ان نار جہنم اشد حرا۔ کہ دوزخ کی آگ کی گرمی اس گرمی سے بہت بڑھ کر ہے۔ یہاں کی پیاس برداشت ہو سکتی ہے۔ صرف شام تک انتظار کرنا ہوگا۔ غروب آفتاب کے ساتھ اللہ کے فضل و کرم سے ٹھنڈے پانی کے گلاس اور میٹھے شربت کے جام سے ساری تشنگی کو دُور کر سکو گے۔ اور روزہ کھولتے ہی ایک عجیب فرحت و خوشی حاصل ہوگی۔

للصائم فرحتان فرحة روزہ دار کے لئے دو خوشیاں
عند فطرہ و فرحة عند ہیں ایک خوشی روزہ کھولنے
لقاء ربہ الحدیث کے وقت شام کو یا عید کے
روز اور دوسری خوشی اس دن جب کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کر کے اپنے روزے کے اجر و ثواب اور نعمائے الہیہ سے مالا مال ہو جائے گا۔ لیکن نافرمانوں، سرکشوں اور

وہ آرام و اطمینان کے ساتھ روزہ رکھ سکیں، تلاوت اور ذکر الہی کے لئے وقت نکال سکیں۔ اور ایسے تھکے ماندے نہ ہوں کہ پھر رات کو قیام لیل پر قادر نہ ہو سکیں۔

قرآن و حدیث سے ماہ رمضان کے متعلق یہ کچھ احکام آپ حضرات کے سامنے پیش کر دیئے اور اس امید پر کہ چونکہ مسلمان کے سامنے قرآن و حدیث ہی پیش کرنا اس کے یقین کے پختہ کرنے اور سعی و عمل کے لئے عزم مصمم کر کے چل پڑنے کے لئے کافی ہے۔ میں نے یہ چند سطور لکھ کر قارئین کو خطاب کیا۔ توقع ہے کہ مسلمان بھائی ان معروضات پر جو ان کی بھلائی اور نجات اخروی کے لئے کارآمد باتیں ہیں غور کر کے اور عمل کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو اپنی اطاعت و فرماں برداری اور سنت نبوی کی پیروی، اور غیر اللہ کی غلامی سے نجات نصیب کرے۔ آمین۔

اخیر دعویٰ ان الحمد للہ رب العالمین

اور شب و روز کی سعی و عمل سے اپنے گناہ بخشواؤ اور نعمائے جنت کے مستحق بنو۔

من خفف عن مملوکہ جو کوئی اس مہینہ میں اپنے فیہ غفر اللہ لہ و لعنقہ مملوک غلام یا نوکر وغیرہ سے خدمت وغیرہ لینے میں آسانی من الناصر کرے اللہ تعالیٰ اس کو بخشے گا اور آگ سے نجات دیگا۔

یعنی اس مہینہ کے احترام میں نوکر چاکر، خادم و غلام سے کام کاج کرانے اور خدمت لینے میں سہولت برتنا اور بوجہ کم کرنا موجب اجر و ثواب اور باعث نجات ہے۔

حدیث گذر چکی کہ حضور اس مہینہ میں قیدیوں کو بھی چھڑا دیتے۔ پس جن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت و قدرت نصیب کی ہے کہ ان کے کاروبار چلانے کے لئے نوکر، چاکر خادم اور ملازم ہیں وہ جس طرح ”برطانوی قانون“ کے بموجب ہفتہ میں ایک روز ان کو چھٹی دیا ہی کرتے ہیں۔ اور یہ نہ ان کو عقلاً ناگوار ہوتا ہے نہ اس کو اپنے کاروبار کے لئے نقصان تصور کرتے ہیں۔ اسی طرح اس ماہ مبارک کے احترام میں، اپنے ملازموں پر کافئی تخفیف کیا کریں۔ تاکہ

اطلا

کیفیت کارکردگی مجلس حزب الانصار بھیرہ

۸۔ رشوال سے شروع ہوگا۔ دارالعلوم عزیزیہ میں ۴۴ اشعبان سے تعطیلات ہو چکی ہیں۔ تمام طلبہ و مدرسین تشریف لے گئے ہیں۔ مولانا سعید الرحمن صاحب ماہ رمضان المبارک کے ایام بھیرہ میں ہی گذاریں گے۔

۹۔ شعبہ دارالعلوم عزیزیہ (کاسٹل) امتحان ۱۲ اشعبان کو حضرت مولانا ابوالنصر صاحب نے لیا۔ درجہ حفاظ کے ۳۷ طلبہ امتحان

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کے طلبہ کا سالانہ امتحان ۱۱ اشعبان کو

مولانا ابوالنصر محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن نے لیا۔ مولانا ممدوح کی رائے میں نتیجہ تسلی بخش رہا۔ طلبہ کی استعداد میں ترقی ظاہر ہوئی۔ امتحان میں کامیاب طلبہ کو بوقت رخصت ان کے وطن تک کے مصارف سفر و اخراجات کی طرف سے دیئے گئے۔ دارالعلوم کا جدید سال کا داخلہ

پرحبید ناظم حاجی نور احمد صاحب رئیس و تاجروار پٹن
مقرر ہوئے ہیں۔

میں کامیاب رہے۔

مدرسہ عربیہ و اربین (ضلع شیخوپورہ) کا سالانہ امتحان

مورخہ شعبان کو مولانا سید
سیاح الدین صاحب نے لیا۔ نتیجہ کے لحاظ سے مدرسہ کی حالت
تسلی بخش معلوم ہوتی ہے۔ مدرسہ میں ۲۰ شعبان سے تعطیلات
کردی گئیں۔ دوبارہ ۵ رشتوال کو مدرسہ کا افتتاح ہوگا۔

تبلیغ احکام اسلام جناب امیر حزب الانصار نے
ماہ اگست میں نورپور۔ پھر

پیل۔ بھون۔ کھیاں۔ اوڑھروال (ضلع جہلم) تھنگ۔

پنڈی گھیب (ضلع لائل پور) احمدال (ضلع راولپنڈی) کا
تبلیغی سفر اختیار کیا۔ مولوی محمد حنیف گجراتی آپ کے ہمراہ رہے
مولوی احمد یار صاحب مبلغ حزب الانصار نے دھوی

سندا۔ سلطان پور۔ چک علا وغیرہ مقامات کا دورہ کیا۔

اور ۲۰ شعبان سے ایک ماہ کی رخصت لے کر اپنے وطن کوتانی
(ضلع ڈیرہ غازی خان) تشریف لے گئے ہیں۔

حج کاراستہ حزب الانصار کی طرف سے
جناب وائسرائے ہند کو حج

کے لئے آسانیاں بہم پہنچانے کے لئے بذریعہ تار استدعا کی

گئی۔ نیز حزب الانصار کی طرف سے متعدد مقامات پر جلسے

منعقد ہوئے جن کی قراردادیں حکومت کو بھیجی گئیں۔ اور

حکومت کو توجہ دلائی گئی کہ حج جیسے اہم اسلامی فریضہ کی ادائیگی

کے لئے جہازوں کا انتظام کر کے مسلمانوں کے دلی اضطراب

کو دور کیا جائے۔

مرمت مسجد جامع مسجد کی ٹینکی تیار ہو چکی

ہے۔ ابھی مرمت کے لئے ہزار ماروپہ و کار ہے۔ مخیر حضرات

توجہ فرمائیں۔

واربرٹن حزب الانصار کے سابق ناظم چوہدری
عبدالکریم صاحب کے تشریف لے جانے

زکوٰۃ اور ماہ رمضان

ماہ رمضان میں زکوٰۃ کی مدرسہ دارالعلوم
عزیزہ۔ جریدہ شمس الاسلام و دیگر تبلیغی
اداروں کی امداد کرنا ہر مسلمان
کے لئے ضروری ہے۔

طلبہ کے نام اطلاع۔ جو طالب علم دارالعلوم عزیزہ

بھیرہ میں تعلیم حاصل کرنا چاہیں وہ ۸ رشتوال کے بعد بھیرہ جامع

مسجد میں پہنچ جائیں۔ جو طالب علم ۲۰ رشتوال کے بعد بھیرہ

میں پہنچیں گے ان کے اسباق و دیگر ضروریات کا ذمہ نہیں

لیا جاسکتا۔ لہذا ۸ رشتوال کے بعد جلدی حاضر ہو کر تمام

رعایتوں سے مستفیض ہوں۔

القول الصحیح فی بیان رکعات تراویح

مولانا عبدالعزیز صاحب بہاری صدر مدرس مدرسہ محمدیہ

جیم ۵ صفحہ۔ اس نام کا ایک رسالہ بغرض تنقید موصول

ہوا ہے۔ قیمت درج نہیں۔ اس رسالہ میں مولف ممدوح

نے غیر مقلدین کے تمام دلائل کا نہایت عمدگی سے رد کر کے

۲۰ رکعت تراویح ثابت کی ہے۔ مسجد جامع بمبئی کے

پتہ پر مولف سے مل سکتا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نہر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل